تحریک جدید کے تمام مطالبات کی طرف توجہ دیں

(فرمودہ ۲۲ ؍جولائی ۱۹۳۸ء)

تشہّد ،تعوّذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

''ایسے بارش کے دنوں میں جبکہ دُور دُور کے لوگوں کے لئے آنا مشکل ہوتا ہے اور جبکہ مسجد بھی لوگوں کے لئے کافی نہیں ہوسکتی ،شرعی طریق یہ ہے کہ منتظمین کی طرف سے اعلان ہو جانا چاہیئے جیسا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہوتا تھا کہ **صَلُّوْا فِیْ رِحَالِکُمْ**[1] یعنی اپنی اپنی جگہ نماز پڑھ لیں ۔اِس زمانہ میں جو سہولتیں میسر ہیں ان کے لحاظ سے ایسی بارش کے موقع پر اگر ایسا اعلان ہو جائے کہ جو لوگ محلوں میں جمعہ کی نماز پڑھنا چاہیں تو پڑھ سکتے ہیں تو اِس طرح بہت سے لوگوں کو جمعہ میسر آ سکتا ہے،اس کے بغیر وہ لوگ جو نہیں آسکیں گے جمعہ سے بالکل محروم رہ جائیں گے ۔اگر قبل از وقت اعلان ہو جائے کہ جو لوگ چاہیں اپنی اپنی مساجد میں جمعہ کی نماز ادا کر سکتے ہیں تو جمعہ کے ثواب سے ساری جماعت متمتع ہوسکتی ہے ۔

پس آئندہ کے لئے منتظمین کے لئے یہ بات ضروری ہے کہ جب کبھی ایسا دن ہو، بارش زیادہ ہو،آنے والوں کے لئے جگہ تھوڑی ہو اور تکلیف کا احتمال ہو تو خلیفۂ وقت سے اجازت لے کر محلوں میں جمعہ کی اجازت کا قبل از وقت اعلان کرا دیا کریں کہ آج سوائے اُن لوگوں کے جو اِسی مسجد میں آنا چاہیں باقی لوگ اپنے اپنے محلوں کی مساجد میں نماز جمعہ پڑھ سکتے ہیں ۔

اِس کے بعد مَیں جماعت قادیان کو بھی اور بیرونی جماعتوں کو بھی ''الفضل'' کے ذریعہ

اس امر کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ تحریک جدید کے جلسوں کا دن بہت قریب آرہا ہے۔ میں نے اعلان کیا تھا کہ تحریک جدید کے سیکرٹریوں کو چاہئے کہ کوشش کریں کہ اُس دن سے پہلے سارا یا بہت سا حصہ موعودہ چندوں کا ادا ہو جائے۔ اس اعلان کے بعد پہلے مہینہ میں تو معلوم ہوتا ہے کہ کوشش کی گئی ہے کیونکہ اس مہینہ میں وصولی کی رفتار پہلے کی نسبت زیادہ رہی ہے مگر بعد میں جیسا کہ ہمارے ملک میں عام طور پر ہوتا ہے کہ رفتار پھر سُست ہوگئی ہے۔ ہندوستان میں یہ مرض عام ہے کہ کچھ دنوں تک کام کرنے کے بعد اسے چھوڑ دیا جاتا ہے اور یہی عادت دراصل ہندوستان کی تباہی کا موجب ہے۔ یہاں انجمنیں بنتی ہیں سال دو سال کام کرتی اور پھر ختم ہو جاتی ہیں حالانکہ یورپ میں بعض انجمنیں سَو سَو اور دو دو سَو سال سے کام کر رہی ہیں اور ہمیشہ مضبوط تر ہوتی رہتی ہیں مگر ہندوستان میں ایسا نہیں۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ ملیریا کا اثر ہے اس سے طاقتِ عمل میں کمی واقع ہو جاتی ہے، بعض اسے گرمی کا نتیجہ قرار دیتے ہیں لیکن میں کہتا ہوں کہ یہ تنزّل کا اثر ہے۔ جب قومیں گرا کرتی ہیں تو پھر یہ سب خرابیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ اسی ملیریا اور گرمی کے باوجود ہندوستان نے ترقی بھی کی ہے۔ ایک زمانہ وہ بھی تھا کہ جب انگلستان کی عورتوں کے پہننے کے کپڑے ہندوستان میں بنتے تھے اور اہلِ انگلستان کی بیٹھکوں کے لئے زیبائش کی چیزیں بھی یا تو ہندوستان سے جاتی تھیں یا شام سے۔ گویا اُس وقت ہندوستان نہ صرف اپنی ضروریات پوری کرتا تھا بلکہ دوسرے ممالک کی بھی۔ اُس وقت بھی یہاں گرمی اِسی طرح پڑتی تھی اور ملیریا پیدا کرنے والے مچھر موجود تھے۔ یہ سب کچھ تھا مگر اِس کے ساتھ ہمت بھی تھی۔ اب بھی وہ چیزیں ہیں مگر ہمت نہیں۔ اس کے نہ ہونے سے اب ہندوستانی کچھ روز کام کرتے ہیں اور پھر سُست ہو کر بیٹھ جاتے ہیں کیونکہ ان کے سامنے کوئی بڑا مقصود نہیں ہوتا۔ لیکن ہماری جماعت کو تو غور کرنا چاہئے کہ ہمارے لئے خدا تعالیٰ نے کتنا بڑا مقصود پیدا کیا ہے۔ زمین و آسمان میں تغیر پیدا کر دینا کوئی معمولی بات نہیں۔ دنیا میں دس بیس یا سَو پچاس آدمیوں سے مل کر بھی کوئی شخص بڑا بنتا ہے تو اس کی بہت قدر کی جاتی ہے۔ کسی کو حکومت کی طرف سے خانصاحب کا خطاب مل جائے تو وہ اس کے بغیر اپنا نام نہیں لکھتا۔ میں نے دیکھا ہے کہ لوگ آپ اپنے دستخط کرتے ہیں تو نیچے خانصاحب لکھ دیتے ہیں اور اگر کسی کو خان بہادر

کا خطاب مل جائے تو پھر وہ ہندوستان کی بزعم خود ناپاک زمین پر قدم رکھنا مناسب نہیں سمجھتا اور چاہتا ہے کہ اس کے بس میں ہو تو ہوا میں چلے اور کوئی سی۔آئی۔ای بن جائے تو پھر وہ ہندوستانیوں سے زیادہ ملاقات کو بھی اپنے لئے اچھا نہیں سمجھتا اور سمجھتا ہے کہ اب تو میں انگریز بن گیا ہوں۔ اور اگر کوئی سر ہو جائے تو وہ کبھی الیکشن کے موقع پر مدد لینے کے لئے جائے تو جائے ورنہ ہندوستانیوں کی شکل دیکھنا بھی ان کے لئے تکلیف دِہ ہوتا ہے حالانکہ ہندوستان میں ہزاروں خانصاحب موجود ہیں۔ بعض چھوٹے چھوٹے گاؤں میں بھی جہاں لوگوں نے فوجی خدمات کیں، خانصاحب آپ کو ملیں گے۔ تو اِس قدر کثرت سے خانصاحب کا خطاب رکھنے والے لوگ ہیں کہ بعض شہروں میں تو ان کی کئی ٹیمیں بن سکتی ہیں۔ اور یہی حال خان بہادروں کا ہے سال میں دو دفعہ اِس خطاب والوں کی فہرستیں چھپتی ہیں جو اِتنی لمبی ہوتی ہیں کہ کوئی کام والا آدمی ساری کی ساری پڑھ بھی نہیں سکتا۔ ہر سال سَو دوسَو آدمی خان صاحب اور خان بہادر بن جاتے ہیں اور دس بیس سر بھی ہو جاتے ہیں اور میں سمجھتا ہوں برٹش ایمپائر میں ہزاروں سر ہوں گے لیکن باوجود اِس کے کہ اِس کثرت کے ساتھ یہ خطاب لوگوں کو ملتے ہیں، پھر بھی جسے مل جائے اُس کا دماغ خراب ہو جاتا ہے۔ پھر سر سے اوپر لارڈ کا درجہ ہے یہ بھی ہزار بارہ سَو سے کیا کم ہوں گے۔ پانچ چھ سَو تو پارلیمنٹ کے ممبر ہی ہیں۔ پھر کئی لارڈوں کی اولادیں ہیں جن کو لارڈ کا خطاب مِلا ہے گو وہ ہاؤس آف لارڈز کے ممبر نہیں۔ اور آئرلینڈ کے لارڈ استحقاق کے ساتھ ہاؤس آف لارڈز کے ممبر بھی نہیں ہوتے۔ لارڈز میں سے پھر مارکوئس اور ڈیوک ہیں اور سب سے اوپر بادشاہ کا رُتبہ ہے۔ بادشاہ بھی ایک وقت میں دنیا میں چالیس پچاس بلکہ سَو بھی موجود ہوتے ہیں۔ اِسی زمانہ میں جب کہ پارلیمنٹوں کا زمانہ ہے جاپان کا بادشاہ ہے۔ مانچوکو[2] (MANCHUKUO) کا بادشاہ ہے، پھر ایران، عراق، نجد، افغانستان کے بادشاہ ہیں۔ گویا یہ چھ تو اسی کے حصہ کے ہیں۔ ان کے علاوہ مصر کا بادشاہ ہے، ٹرانس جارڈینیا[3] کا ہے، آٹھ ہو گئے۔ پھر یمن کا ہے۔ کُل نو ہو گئے۔ پھر یورپ میں بھی آٹھ دس ہیں، اٹلی کا ہے، یوگوسلاویہ کا، رومانیہ، بلغاریہ، یونان، انگلستان، ڈنمارک، ناروے، سویڈن کے بادشاہ ہیں۔ تو اِس گئے گزرے زمانہ میں بھی جب بادشاہتیں بالکل مٹائی جا رہی ہیں، بیس پچیس بادشاہ

موجود ہیں۔ اور جب پارلیمنٹوں کا دستور نہیں تھا اُس وقت تو ایک ایک ملک میں کئی کئی سَو بادشاہ ہوتے تھے مگر پھر بھی جب کوئی بادشاہ بنتا ہے تو سمجھنے لگتا ہے کہ خبر نہیں کہ میں کیا بن گیا ہوں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سنایا کرتے تھے کہ امیر عبدالرحمان خان کا باپ افغانستان سے بھاگ گیا تھا اور امیر عبدالرحمان نے خود یہ بات واپس آ کر سنائی کہ روس کو جاتے ہوئے جب وہ بخارا میں سے گزرے تو ایک گاؤں میں کسی بات پر گاؤں والوں نے بتایا کہ یہ بات تو بادشاہ کی اجازت کے بغیر نہیں ہوسکتی۔ اُنہوں نے پوچھا کہ بادشاہ کہاں ہیں؟ تو گاؤں والوں نے بتایا کہ گھاس لینے گئے ہیں۔ وہ اُسی گاؤں کا بادشاہ تھا۔ تھوڑی دیر میں لوگوں نے بتایا کہ وہ بادشاہ سلامت آ رہے ہیں۔ وہ ایک دبلے پتلے گھوڑے پر سوار تھا۔ ادھر سے امیر عبدالرحمان خان کے والد اپنے گھوڑے پر سوار اُس کی طرف گئے تو باوجود موٹا تازہ ہونے کے امیر کا گھوڑا ڈر گیا۔ اُس نے آواز دی کہ عبدالرحمان ذرا اِدھر آنا۔ مگر امیر عبدالرحمان نے کہا کہ میں دو بادشاہوں کی لڑائی میں دخل دینا نہیں چاہتا۔ تو ایک صوبہ، ایک ضلع اور ایک تحصیل کا چھوڑ کر ایک گاؤں کے بادشاہ بھی ہوتے ہیں مگر پھر بھی وہ اِس پر فخر کرتے ہیں کہ ہم بادشاہ ہیں۔ بادشاہ سے اوپر شہنشاہ ہوتا ہے وہ بھی دنیا میں کئی کئی ہوتے ہیں۔

پچھلے زمانہ میں انگلستان، روس، جرمن اور ایے سینیا کے بادشاہ شہنشاہ کہلاتے تھے اور اس طرح چار شہنشاہ بہ یک وقت دنیا میں موجود تھے۔ جنگ کے بعد دو مٹ گئے اور طاقتور شہنشاہ ایک رہا۔ دوسرا ایے سینیا کا شہنشاہ تھا جو بیچارہ کسی حساب میں نہ تھا۔ خدا تعالیٰ کو یہ پسند نہ آیا کہ حقیقی شہنشاہ ایک ہی رہے اِس لئے اٹلی نے حبشہ کو فتح کر کے اپنے بادشاہ کا نام شہنشاہ رکھ دیا اور اس طرح اب پھر دو شہنشاہ ہو گئے ہیں۔

تو دیکھو یہ کتنی چھوٹی چیزیں ہیں مگر دنیا ان پر کتنا فخر کرتی ہے۔ مگر تم لوگوں نے بھی کبھی غور کیا ہے کہ تمہارے سپرد جو کام کیا گیا ہے وہ صرف ایک قوم کو تم سے پہلے جب سے کہ آدم پیدا ہوا سپرد کیا گیا تھا۔ حضرت نوح علیہ السلام آئے مگر اُن کی تبلیغ کا دائرہ بہت محدود تھا، پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام آئے وہ بڑے عظیم الشان نبی تھے مگر صرف بنی اسرائیل کے لئے۔ ہم داؤد اور سلیمان علیہما السلام کا ذکر کس عظمت کے ساتھ پڑھتے ہیں مگر وہ بھی محدود دائرہ کے لئے مبعوث

ہوئے تھے۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ہم کس قدر عزت کرتے ہیں مگر ان کا دائرہ بھی کتنا محدود تھا۔ پھر ہم حضرت کرشن اور رام چندر کی کتنی عزت کرتے ہیں مگر وہ بھی صرف ہندوستان کے لئے ہادی بن کر آئے تھے۔

صرف ایک قوم ہے جسے ساری دنیا کی ہدایت سپرد ہوئی اور وہ صحابہ ہیں اور ان کے بعد تم ہو۔ اور اگر تم اس بات کو محسوس کرو اور اس عظمت کا خیال کرو کہ تم کو وہ فخر دیا گیا ہے کہ جو صرف ایک قوم کو پہلے ملا ہے تو تمہارے اندر ایسی آگ پیدا ہو جائے جو تمہیں رات دن بے چین رکھے اور کبھی سُستی نہ پیدا ہونے دے مگر مشکل یہ ہے کہ حقیقت کو سمجھنے والے بہت کم ہیں۔ بہت لوگوں نے احمدیت کو مان تو لیا ہے مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور سلسلہ کی عظمت کا احساس اُن کے اندر پیدا نہیں ہوا۔ وہ چھوٹی چھوٹی باتوں پر آپس میں جھگڑتے ہیں، لڑتے ہیں ذرا ذرا سی باتوں پر ٹھوکریں کھاتے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے اُن کو تخت پر بٹھایا مگر وہ اُس تختہ کے ساتھ چمٹے بیٹھے ہیں جس پر مُردہ کی لاش قبرستان کو لے جائی جاتی ہے۔

میں پھر ایک دفعہ جماعت کو متوجہ کرتا ہوں کہ وہ نہ صرف تحریک جدید کے مالی حصہ کی طرف توجہ کریں، بے شک وہ بھی بہت ضروری ہے، مگر دوسرے مطالبات پر عمل کرنے کی بھی بہت ضرورت ہے۔ جب تک سب دوست ذاتی اصلاح کے علاوہ نظام کو مضبوط کرنے میں نہ لگ جائیں اور تمام افراد اپنے آپ کو ایک عضو سمجھیں مستقل وجود نہ سمجھیں، شرعی احکام کی پوری طرح پابندی نہ کریں اور نہ کرنے والوں کے خلاف ایسا اقدام نہ کریں کہ آئندہ کسی کو جرأت نہ ہو اُس وقت تک جماعت وہ فرض ادا نہیں کر سکتی جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے اسے قائم کیا ہے۔

پس میں مختصر الفاظ میں جماعت کو پھر توجہ دلاتا ہوں کہ وہ تحریک جدید کے مالی حصہ کی طرف بھی اور دوسرے حصوں کی طرف بھی توجہ کریں اور اپنے قلوب میں ایسی صفائی پیدا کریں کہ بار بار یاد دہانی کی ضرورت نہ رہے۔ جو شخص یاد دہانی کا محتاج ہو اُس کا ایمان ہر وقت خطرہ میں ہے۔ کیا خبر ہے کہ یاد کرانے والا کس وقت اُس سے جُدا ہو جائے اور اِس صورت میں جس وقت یاد کرانے والا گیا اُس کا ایمان بھی ساتھ ہی جائیگا۔ وہی ایمان وقت پر کام آ سکتا ہے جس کے لئے کسی بیرونی یاد دہانی کی ضرورت نہ ہو اور جو اپنے آپ کو بیدار کرنے والا ہو۔

جو دوسرے کے سہارے کا محتاج ہے وہ ہر وقت خطرہ میں ہے۔ اصل سہارا اللہ تعالیٰ کا ہی ہے جو کام آ سکتا ہے۔ پس ہر فردِ جماعت اپنے اندر یہ احساس پیدا کرے کہ سلسلہ کی ترقی مجھ پر منحصر ہے۔ اور جب بچوں، جوانوں، بوڑھوں اور مردوں وعورتوں میں یہ احساس پیدا ہو جائے تو پھر تمہیں کوئی قوم ہلاک نہیں کر سکتی اور شیطان تم پر حملہ آور نہیں ہو سکتا۔ جب انسان کے اندر غیرت پیدا ہو جائے تو وہ بڑے سے بڑے دشمن کی بھی پرواہ نہیں کرتا۔ اس کے دل سے ڈر مٹ جاتا ہے یہی حال محبت کا ہے۔ ان دونوں کے ہوتے ہوئے خوف کبھی انسان کے پاس نہیں آ سکتا۔ چھوٹے بچوں کو دیکھ لو، کوئی مضبوط جوان آدمی ان پر حملہ کرتا ہے تو وہ ڈر کر بھاگتے ہیں مگر کبھی مقابلہ کے لئے تیار ہو جاتے ہیں اور مقابلہ کر لیتے ہیں۔ اس لئے وہ ارادہ کر لیتے ہیں۔ اور ارادہ کی مضبوطی سے قویٰ کی مضبوطی بھی حاصل ہو جاتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں یا آپ کے قریب کے زمانہ میں ہی یہاں ایک استانی پاگل ہو گئی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل درس دے رہے تھے اور ہمارے مکان کی جو مشرقی ڈیوڑھی ہے اُس کی طرف جو گلی مرزا سلطان احمد صاحب مرحوم کے مکان کی طرف جاتی ہے اُس کی کھڑکی کھول کر اس میں کُودنا چاہتی تھی کہ حضرت خلیفہ اوّل کی نظر پڑ گئی اور آپ نے جھٹ اسے پکڑ لیا۔ حضرت خلیفہ اوّل کو اپنی طاقت اور زور کا دعویٰ ہوا کرتا تھا۔ بعض اوقات آپ اپنا ہاتھ آگے پھیلا دیتے تھے اور کسی بڑے مضبوط آدمی سے فرماتے کہ اسے ذرا ٹیڑھا تو کرو۔ مگر اپنی اس طاقت اور زور کے دعویٰ کے باوجود جب آپ نے اس پاگل عورت کو پکڑا تو باوجودیکہ وہ دُبلی پتلی تھی اُس نے ایسا زور کیا کہ آپ کو خطرہ محسوس ہونے لگا کہ میں بھی ساتھ نہ گر جاؤں اور آپ نے درس والی عورتوں کو مدد کے لئے بلایا۔ چنانچہ آٹھ دس عورتوں نے مل کر آدھ گھنٹے میں اُسے باندھا۔ اس عورت کی تندرستی کی حالت میں حضرت خلیفہ اوّل اگر اُس عورت کو ہاتھ سے ذرا سا بھی جھٹکا دیتے تو کتنے ہی فاصلہ پر جا کر گرتی لیکن جنون کی حالت میں خوف چونکہ دَب گیا تھا اور وہ اپنی طاقت کو انتہائی طور پر استعمال کرنے پر آمادہ تھی اس لئے آٹھ دس عقلمندوں نے مل کر بمشکل اُس پر قابو پایا۔

ایمان بھی ایک قسم کا جنون ہوتا ہے۔ کوئی نبی ایسا نہیں آیا جسے مجنون نہ کہا گیا ہو اور اِس کی

وجہ یہی ہے کہ جس طرح مجنون ہلاکت کی پرواہ نہیں کرتا اسی طرح ایمان والا بھی نہیں کرتا اور ہر خطرہ میں اپنے آپ کو ڈال دیتا ہے اس لئے لوگ اسے بھی پاگل سمجھتے ہیں۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ اپنی طاقتوں کو نڈر اور بے پرواہ ہو کر استعمال کرنے میں مجنون اور مؤمن میں کوئی فرق نہیں ہوتا۔ اور اس طرح ان کی طاقت میں بھی مشابہت پیدا ہو جاتی ہے۔ جس طرح پاگل پر جب جنون کا دَورہ ہو تو اُسے آٹھ دس آدمی بمشکل قابو کر سکتے ہیں اسی طرح مؤمن کو بھی جب وہ جوش کی حالت میں ہو اُس کے مخالف دبا نہیں سکتے اور جتنا کسی کا ایمان مضبوط ہو اُتنی ہی زیادہ طاقت اس کے اندر ہوتی ہے۔ حتّٰی کہ جب وہ نبی کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے تو ساری دنیا مل کر اسے پکڑنا چاہتی ہے مگر نہیں پکڑ سکتی۔ پس اپنے اندر یہ ایمان پیدا کرو پھر کوئی خطرہ باقی نہیں رہے گا۔

تحریک جدید کے لئے علیحدہ سیکرٹری مقرر کرنے کے لئے جو مَیں نے کہا تھا اُس کی غرض یہ تھی کہ ایسے آدمی ہوں جو مستقل مزاج ہوں اور رات دن اپنے آپ کو اس کام میں لگائے رکھیں لیکن افسوس ہے کہ بعض سیکرٹری صرف نام کے لئے بن گئے ہیں اور کام کچھ نہیں کرتے۔ ان کو میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ خالی نام خدا تعالیٰ کے حضور کوئی فائدہ نہیں دے سکتا بلکہ نام حاصل کرنے سے پہلے ان پر کوئی الزام نہ تھا لیکن نام لینے کے بعد اگر وہ کام نہیں کرینگے تو اللہ تعالیٰ کی لعنت کے مستحق ہونگے اس لئے ہر سیکرٹری کو چاہیئے کہ تن دہی سے کام کرے۔ پہلے خود تحریک جدید اور اس کی ہدایتوں کا مطالعہ کرے اور پھر اس کے مطابق جماعت سے کام لے۔

دیکھو یہ کتنا اہم کام ہے۔ جلسہ سالانہ کے موقع پر دوستوں نے وعدہ کیا تھا کہ آئندہ ورثہ کی تقسیم شریعت کے مطابق کیا کریں گے اور عورتوں کو حصہ دیا کریں گے مگر منہ سے کہنا آسان ہے اور عمل کرنا مشکل ہے۔ سیکرٹریوں کو دیکھنا چاہیئے تھا کہ کیا اس کے مطابق کام ہؤا اور اس عرصہ میں جو لوگ فوت ہوئے اُن کا ورثہ مطابق شریعت تقسیم ہؤا؟ اگر نہیں تو انہوں نے اپنا فرض ادا نہیں کیا۔ ہماری جماعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب اتنی وسیع ہے کہ اس عرصہ میں پچاس ساٹھ بلکہ سَو ایسے دوست ضرور فوت ہو چکے ہوں گے جن کے ورثہ کے متعلق سوال پیدا ہؤا ہو گا مگر میرے پاس ایک مثال بھی ایسی نہیں آئی کہ کوئی زمیندار فوت ہؤا ہو اور اُس کا ترکہ

شرع کے مطابق تقسیم ہوا ہو۔تو تحریک جدید کے کارکن جب تک اپنی ذمہ داری کو محسوس نہ کریں گے خالی نام ان کو کچھ فائدہ نہ دے سکے گا۔ انہیں چاہیئے کہ اپنے کام کاج کا حرج کر کے بھی اس طرف متوجہ ہوں ۔ اپنے اندر ایک جنون پیدا کریں ۔ مجنون کو بعض اوقات وہ چیزیں نظر آجاتی ہیں جو دوسروں کو نہیں آتیں ۔ جس طرح نبی کو بھی وہ چیزیں دکھائی دیتی ہیں جو دوسری دنیا نہیں دیکھ سکتی ۔ یہی وجہ ہے کہ لوگ کئی مجنون لوگوں کو مجذوب قرار دے کر ولی اللہ بنا دیتے ہیں ۔لیکن بات صرف یہ ہوتی ہے کہ اس کی مخفی دماغی قوتیں بعض اوقات نمایاں ہوجاتی ہیں اور وہ شاذو نادر طور پر غیر معمولی باتیں معلوم کر لیتا ہے۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سنایا کرتے تھے کہ ایک دفعہ آپ لاہور تشریف لے گئے ۔بعض دوستوں نے تحریک کی کہ شاہدرہ میں ایک مجذوب رہتا ہے اُس کے پاس جانا چاہیئے مگر بعض دوسرے دوستوں نے اس تجویز کی مخالفت کی اور کہا کہ وہ نہائت گندی گالیاں بکتا ہے اُس کے پاس نہیں جانا چاہیئے مگر جو جانے کے حق میں تھے انہوں نے کہا کہ آپ کو الہام ہوتا ہے دیکھنا چاہیئے وہ کیا کہتا ہے۔آپ خود بھی انکار کرتے رہے مگر دوست اصرار کر کے لے گئے ۔آپ نے فرمایا کہ جب ہم وہاں پہنچے وہ گالیاں دیتے دیتے یکدم خاموش ہوگیا۔اس کے پاس ایک خربوزہ رکھا تھا اُسے اُٹھا کر میرے پیش کیا اور کہنے لگا کہ یہ آپ کی نذر ہے دیکھنے والے اُس کے اَور بھی معتقد ہو گئے مگر آپ نے فرمایا کہ وہ پاگل تھا۔تو بعض اوقات پاگل کو بھی ایسی باتیں نظر آجاتی ہیں جو عقلمند نہیں دیکھ سکتے ۔ وہ چونکہ دنیا سے منقطع ہو چکا ہوتا ہے اس لحاظ سے اُسے بھی کسی وقت غیب کی باتیں نظر آجاتی ہیں ۔

مؤمن کا تعلق باللہ شریعت کے مطابق ہوتا ہے اس لئے جب وہ کشف کی حالت میں ہوتا ہے نیکی کا نمونہ ہوتا ہے اور جب کشف سے باہر ہوتا ہے تب بھی نیکی اور عقل کا نمونہ ہوتا ہے لیکن پاگل جب اپنی حالت میں ہوتا ہے عقل سے بے بہرہ ہوتا ہے اور جب اسے افاقہ ہو محض دنیا کا ایک کیڑا ہوتا ہے۔صرف دماغ کی خرابی کی وجہ سے بعض دفعہ اس کی مخفی طاقتیں بیدار ہوجاتی ہیں لیکن ولی اللہ کی طاقتیں اللہ تعالیٰ کی محبت کی وجہ سے بیدار ہوتی ہیں ۔ نیز پاگل کو تو اتفاقی طور پر کبھی کوئی بات معلوم ہوتی ہے لیکن مؤمن پر اللہ تعالیٰ کا نور ہر وقت نازل ہو رہا ہوتا ہے

اور اس پر جب کبھی بھی کوئی مصیبت آنے لگتی ہے اللہ تعالیٰ اُسے قبل از وقت خبر دے دیتا ہے اور اُس کی تائید میں اللہ تعالیٰ کے فضل نازل ہوتے رہتے ہیں۔ پس ہمارے سیکرٹری اگر اخلاص اور مذہبی جنون سے کام کریں تو یہی عُہدے انکو ولی اللہ بنا سکتے ہیں اور ان پر رؤیا وکشوف کے دروازے کھُل سکتے ہیں لیکن اگر وہ صرف دفتری طور پر کام کریں جوش اور جنون سے نہیں تو اللہ تعالیٰ کا سلوک بھی ان کے ساتھ ویسا ہی ہوگا۔ اگر وہ سمجھیں کہ سلسلہ کی ذمہ داری ہم پر ہے اور محنت سے کام کریں تو یقیناً یہی کام ان کے لئے بڑا مجاہدہ بن سکتا ہے اور اِسی کے نتیجہ میں وہ اللہ کا قُرب حاصل کر سکتے ہیں۔ مجاہدات بھی ہر زمانہ کے لئے علیحدہ علیحدہ ہوتے ہیں۔ اِس زمانہ میں تبلیغ اور نظامِ جماعت کی تکمیل کے مجاہدے زیادہ مقبول ہیں اور اگر ہمارے سیکرٹری تندہی سے کام کریں تو اسی میں وہ خدا تعالیٰ کے قُرب حاصل کر سکتے ہیں۔

اب کہ وقت بہت ہی کم رہ گیا ہے۔ میں ایک بار پھر توجہ دلاتا ہوں کہ عہدیدار سُستیاں چھوڑ کر کام کریں اور نہ صرف مالی مطالبات پورے کرائیں بلکہ دوسرے بھی۔ اس میں شک نہیں کہ ان تین سالوں کے اندر قربانیوں کا بوجھ جماعت پر بڑھا ہے مگر کون کہہ سکتا ہے کہ اِن کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھی زیادہ فضل نہیں آنے والا۔''

(الفضل ۲۸ ؍ جولائی ۱۹۳۸ء)

۱؎ بخاری کتاب الاذان باب الاذان لِلْمسافرین (الخ)

۲؎ مانچوکو: (MANCHUKUO) سابق مملکت جو دوسری جنگِ عظیم کے بعد چین کو واپس دے دی گئی۔

۳؎ ٹرانس جارڈینیا (TRANSJORDANIA) موجودہ اُردن کا قدیم نام